مرتد کی سزا قرآن وحدیث کے آئینے میں

قاری عبدالوحید قاسمی

تعریف مرتد: ارتداد کے معنی ہیں، کسی مسلمان کا دین سے پھر جانا، یہ ارتداد عام ہے خواہ وہ صاف صاف اسلام سے پھر جائے، مثلاً کوئی شخص ہندو بن جائے، قادیانی بن جائے، عیسائی بن جائے یا اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرے یا پھر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کردے، ضروریات دین میں وہ تمام قطعی احکام شامل ہیں جو نصِ قرآن سے ثابت ہوں، یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہوں، ان میں سے کسی ایک حکم کا انکار بھی کفر وارتداد ہے۔

مثلاً کوئی شخص زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتا ہو، مگر ختم نبوت کا مفہوم ومطلب ایسا بیان کرتا ہو جو امت کے متفق علیہ اجماعی مفہوم سے مختلف ہو یا کوئی شخص دعویٰ ایمان کے باوجود تحریف قرآن کا قائل ہو۔ یا کسی امتی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سی صفات تسلیم کرتا ہو۔ مثلاً اسے معصوم عن الخطاء افضل انبیاء قرار دیتا ہو، تو یہ شخص مرتد اور زندیق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح پورے دین اسلام کو ترک کرنا کفر وارتداد ہے، ایسے ہی دین کی قطعی اور بدیہی باتوں میں سے کسی ایک بات کا انکار کفر وارتداد ہے۔ ایسے شخص کی سزا قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس کی روشنی میں قتل ہے۔ یہ بات اسلامی قانون کے کسی واقف شخص سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام میں ایسے شخص کی سزا قتل ہے جو مسلمان ہو کر پھر کفر کی طرف پلٹ جائے۔ یہ مسئلہ ہمیشہ سے متفق علیہ چلا آرہا ہے۔

ہمارا پورا دینی لٹریچر شاہد ہے کہ قتل مرتد کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان کبھی دو آراء نہیں پائی گئیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ، تابعین، ائمہ مجتہدین فقہاء اربعہ ان کے بعد ہر دور میں ہر صدی کے علماء شریعت کی تصریحات کتابوں میں آج بھی موجود ہیں، ان سب کو جمع کر کے دیکھ لیں کہ آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔ دور نبوت سے لے کر آج تک اس مسئلہ میں ایک ہی حکم مسلسل و متواتر چلا آرہا ہے اور کسی جگہ اور کسی دور میں اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ مرتد کی سزا شاید قتل نہ ہو، ایسے ثابت شدہ اور اٹل حکم کے بارے میں اگر شک وشبہ پیدا کیا

جائے یا اس شک کی حمایت کی جائے تو پھر گزشتہ زمانے کی کوئی بھی چیز جو ہم تک پہنچی ہے وہ صحیح ثابت نہیں ہو سکتی اور شک سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ خواہ وہ قرآن مجید ہو، نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ ہوں، سارے کے سارے احکامات مشکوک ہو جائیں گے۔ باقی پھر کیا بچے گا اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ معترضین کا اصل مقصد بھی یہ ہی ہے کہ اسلام کو داغ دار اور مشکوک قرار دیا جائے۔ مگر اس قسم کے لوگ ہر دور میں اپنے مذموم عزائم میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ اور آج بھی ناکام ہوں گے اور کل بھی ناکامی ان کا مقدر بنے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ معترضین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید مرتدین کے بارے میں خاموش ہے کہ ان کو کیا سزا دی جائے، اس کا کہیں ذکر تک نہیں ہے، مگر یہ قرآن سے نابلد ہونے کی دلیل ہے۔

مرتد کی سزا کے بارے میں قرآن وسنت، خلفائے راشدین، اجماع امت، قیاس اور اسلامی حکومتوں کے فیصلے اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

مرتدین کے حق میں قرآنی فیصلہ: یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں، جو مرتد کے قتل پر دلالت کرتی ہیں لیکن ایک واقعہ جماعت مرتدین کے بحکم خدا قتل کئے جانے میں ایسی تصریح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے، جس میں ذرا برابر بھی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ نہ وہاں محاربہ ہے، نہ قطع طریق، نہ کوئی دوسرا جرم، صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بے دریغ قتل کا حکم دیا ہے۔

اس واقعہ کا قرآن مجید میں کچھ یوں تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی برکت سے بنی اسرائیل کو جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ان کو فرعونیوں کی دولت کا مالک بنایا تو حضرت موسیٰ ایک وعدے کے موافق حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ بنا کر کوہ طور (پہاڑ) پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے 40 راتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت، مناجات اور لذت میں گزاریں اور تورات شریف آپ کو عطا ہوئی۔ ادھر تو یہ ہو رہا تھا، دوسری طرف سامری کی فتنہ پردازی نے بنی اسرائیل کی ایک بڑی جماعت کو آپ کی عدم موجودگی میں راہ حق سے ہٹا دیا، [سورۃ طٰہٰ، آیت: ۸۵] یعنی سونے چاندی کا بچھڑا بنا کر کھڑا کر دیا، جس میں کچھ بے معنی آواز بھی آتی تھی، بنی اسرائیل جو کئی صدی تک مصری بت پرستوں کی محبت بلکہ غلامی میں رہے تھے اور جنہوں نے عبور بحر کے بعد ایک بت پرست قوم کو دیکھ کر حضرت موسیٰ سے بے ہودہ درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود بنا دیجئے، جیسے ان کے معبود ہیں۔ [سورۃ اعراف: ۱۳۷]۔ تو سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہارا خدا یہ ہی ہے اور موسیٰ کا خدا بھی یہ ہی ہے جس کی تلاش میں موسیٰ ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کو سمجھایا اور جانشینی کا حق ادا کیا اور اس کفر وارتداد سے باز آنے کی ہدایت کی مگر انہوں نے کہا کہ جب تک موسیٰ علیہ السلام واپس نہیں آتے ہم اسی پر جمے رہیں گے۔ [طٰہٰ:۹۱]

وہ غم وغصہ میں اپنی قوم کی طرف آئے اور اپنی قوم پر سخت غصہ کیا اور حضرت ہارون کی بھی باز پرس کی۔ اور سامری کو بڑے زور سے ڈانٹا اور اس کے بنائے ہوئے معبود کو جلا کر راکھ کر دیا اور پھر دریا میں پھینک دیا اس کے بعد مرتدین کے لئے جنہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی تھی ان کے لئے واضح حکم دیا کہ ان پر دنیا کی ذلت اور خدا کا غضب پہنچ کر رہے گا، اور مفترین کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ دوسرا حکم فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے گوسالہ پرستی کی تھی، انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اب خدا کی طرف رجوع کرو اور پھر اپنے آدمیوں کو قتل کرو۔ [سورۃ بقرہ:۵۴]

اس حکم کا نتیجہ جیسا کہ روایات میں آتا ہے یہ ہوا کہ کئی ہزار آدمی جرم ارتداد میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قتل کئے گئے ہر رشتہ دار نے جس نے بھی گوسالہ کی تھی اپنے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا، یہ ارتداد کی سزا تھی۔

اس واقعہ پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قرآنی واقعہ حضرت موسیٰ کی شریعت کا ہے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی شریعت میں یہ حکم کیسے لگائیں گے۔ اس کا جواب علماء کرام نے یہ دیا ہے کہ پہلی امتوں کی جن شرائع میں احکام کی ہدایت دی گئی ہے اور قرآن مجید نے ان کو نقل کیا ہے، وہ ہمارے حق میں بھی معتبر ہے اور ان کی اقتداء کرنے کا امر ہم کو بھی ہے جب تک خاص طور پر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہماری کتاب قرآن مجید اس حکم سے ہم کو علیحدہ نہ کریں، بس اس قاعدہ سے بنی اسرائیل کے مرتدین کو قتل کئے جانے کے حکم میں بھی تعلیم ہم ہی مسلمانوں کو ہوگی۔

۱-مرتد کا فیصلہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے: ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص اپنا دین بدلے، اسے قتل کر دو۔ (بخاری:۱/۴۲۳) یہاں دین سے مراد دین اسلام ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین تلاش کرے تو اس کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ (سورہ آل عمران:۱۹) حدیث صحیح سے مرتد کی سزا خواہ برسرپیکار ہو یا نہ ہو فیصلہ کر دیا کہ وہ شخص واجب القتل ہے۔

۲- دوسری حدیث طویل ہے اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا ذمہ دار بنا کر بھیجا پھر ان کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے پاس روانہ کر دیا جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے تکیہ ان کی طرف کیا اور فرمایا تشریف رکھئے، حضرت معاذ نے اچانک دیکھا کہ ایک آدمی جکڑا ہوا ہے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ شخص یہودی تھا، پھر مسلمان ہو گیا پھر یہودی ہو گیا، یعنی مرتد ہو گیا۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ نافذ کرتے ہوئے اس مرتد کو قتل نہ

ردیا جائے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا چنانچہ اس مرتد کو قتل کر دیا گیا۔تب وہ بیٹھے۔ (بخاری شریف:۲/۱۰۲۳، نسائی: ۲/۱۶۹، ابوداؤد:۲/۲۵۰)۔

۳-آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو ضرور قتل کروں گا جو نماز وزکوۃ کے درمیان فرق کرے، پھر انہوں نے ان مرتدوں کے خلاف جہاد کیا۔(بخاری:۱/۱۰۲۳)۔

۴-قبیلہ عکل کے لوگوں نے چرواہوں کو قتل کیا اوران کے اونٹ لوٹ لئے اور اسلام کے بعد کفر اختیار کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع کی گئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں صحابہؓ روانہ کئے کہ ان کو پکڑ لائیں چنانچہ جب ان کو پکڑ کر لایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی بھروائی گئی، گرم زمین پر ڈال دیا گیا، ان کو پانی تک نہ دیا اس طرح جرم ارتداد میں ذلت کی موت مر گئے۔(بخاری، مسلم، نسائی)۔

۵-جو شخص مسلمان ہو کر گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میرے نبی ہونے کی گواہی دے اس کا خون حلال نہیں مگر تین وجوہ میں سے کسی ایک کے ساتھ۔(۱) شادی شدہ زانی، (۲) جان کے بدلے جان (۳) اپنے دین اسلام کو چھوڑ دے۔(حدیث)

۶-اس کے علاوہ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جب غلام اسلام کو چھوڑ کر شرک کی طرف چلا جائے تو اس کو قتل کر دو اس کا خون حلال ہے، (ابوداؤد:۲/ ۱۳۹، بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ)۔

یہ چند روایات صحاح ستہ کی پیش کی گئیں ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ مرتد واجب القتل ہے۔

۷-جنگ احد کے موقع پر ایک عورت ام مروان مرتد ہوگئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر اسلام پیش کیا جائے قبول نہ کرے تو قتل کر دو، اس نے اسلام قبول نہیں کیا، قتل کر دیا گیا۔(دارقطنی:۳/۱۱۹)۔

اجماع صحابہؓ کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں اس پر عمل کیا گیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مرتد کو توبہ کا موقع دیا جائے اگر توبہ نہ کرتا ہو تو قتل کر دیا جائے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۱۰/ ۱۳۷)۔

اجماع صحابہ کسی بھی مسئلہ پر پوری امت کے نزدیک حجت قطعیہ ہے، آپ کی وفات کے بعد پہلا صحابہ کرام کا سب سے اجماع قتل مرتد پر ہوا، ان کی سرکوبی کے لئے صحابہ کرامؓ کی جماعتیں روانہ کی گئیں جہاں ہزاروں مرتدین کو واصل جہنم کیا اور اس میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مرتدین جو مارے گئے ان کی تعداد ۱۰ ہزار تھی، دوسرا قول ہے کہ ۲۱ ہزار

تھی، پانچ چھ سو مسلمان شہید ہوئے۔ تمام صحابہ کرام کا اس پر اتحاد تھا۔

حضرت عثمانؓ نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمان کا تین باتوں کے سوا خون حلال نہیں ہے۔ (کتاب الخراج، لابی یوسف، ص:۲۱۴) حضرت عثمانؓ کے سامنے ایک مرتد لایا گیا آپ نے اس پر تین مرتبہ اسلام پیش کیا مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت علیؓ کے بارے میں گزر چکا ہے کہ ان کے سامنے زنادقہ کو پیش کیا گیا آپ نے ان کو جلا دیا۔ حضرت علیؓ نے اعلان کیا کہ مرتدین کو ۳ دن کی مہلت دی جائے، اگر اسلام قبول کر لیں تو ٹھیک، ورنہ قتل کر دیا جائے۔ خلفائے راشدین سمیت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کا اجماع نقل کرنے کے بعد مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اس کا ثبوت دینے کے لئے کہ پوری امت مسلمہ ہر دور میں صحابہ کرام کے نقش قدم پر قائم رہی ہے آج تک کسی فرد بشر کو اس اجماعی حکم سے سر مو اختلاف کی جرات نہ ہوئی۔ مزید اطمینان کے لئے اجماع ائمہ اربعہ بھی نقل کیا جاتا ہے۔

اجماع ائمہ اربعہ: ۱- حنفیہ: العیاذ باللہ کوئی مسلمان اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے، اسے کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے اور تین دن اسے قید رکھا جائے، اگر مسلمان ہو جائے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے۔ جامع صغیر میں ہے کہ مرتد پر اسلام پیش کیا جائے اگر قبول اسلام سے انکار کر دے تو قتل کر دیا جائے۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یقین کر لو کہ مرتد باجماع امت واجب القتل ہے۔ (رسائل ابن عابدین:۱/ ۳۱۸)۔

۲- مالکیہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مرتد کی گردن مار دو''۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دین اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اس کی گردن مار دو۔ جیسے زندیق اور ان جیسے دوسرے لوگ غلبہ پانے کے بعد انہیں توبہ کی مہلت دیئے بغیر قتل کر دیا جائے اس لئے کہ ان کی توبہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ پہلے سے کفر چھپاتے تھے اور اسلام کا اظہار کرتے تھے، اس لئے انہیں توبہ کا موقع نہ دیا جائے گا۔ ان کی زبان سے توبہ کے الفاظ قبول نہ کئے جائیں گے۔ (موطاء مالک، ص:۶۳۹)۔

۳- شافعیہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''مسلمان کا خون تین باتوں کے سوا حلال نہیں ہے'' کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ زانی محصن کی طرح، مرتد توبہ کے بعد بھی واجب القتل ہے۔ دوسرا یہ کہ توبہ سے قتل کی سزا معاف ہو جاتی ہے۔ یہی راجح ہے، امت مسلمہ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مرتد سے فدیہ لینا یا احسان کر کے چھوڑ دینا کسی حال میں بھی چھوڑنا جائز نہیں بس ایک ہی صورت متعین ہے کہ وہ اسلام

قبول کرے ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔(کتاب الام:۶/۱۵۶)۔

ماامام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قتل مرتد کے مسئلہ پر پوری امت کا اجماع منعقد ہے۔اگر وہ توبہ کر بھی لے تو یہ توبہ عند اللہ نافع ہوگی مگر حکم قتل ساقط نہیں ہوگا۔(اوجز المالک:۵/ ۲۸۷)۔

۴-حنابلہ: قتل مرتد کے وجوب پر علماء امت کا اجماع قائم ہے اور یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاذ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، ابن عباس، حضرت خالد اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے اور کسی صحابی نے اسکا انکار نہیں کیا، لہٰذا سب کا اجماع منعقد ہوگیا۔(المغنی مع شرح الکبیر: ۱۰/۷۴)۔

مسئلہ: جو بالغ عاقل مرد یا عورت اسلام سے پھر جائے اسے تین دن حراست میں رکھ کر اسلام کی دعوت دی جائے، اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو درست ورنہ قتل کردیا جائے۔

ظاہریہ: اصحاب ظواہر کے مسلم امام علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ''المحلّی'' میں قتل مرتد کا مسئلہ احادیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔(۱۱/۱۹۴) مرتد کو جرم ارتداد کے بعد فوری قتل کردیا جائے یا مہلت دی جائے؟ تو کس حد تک؟ اس بارے میں مذاہب نقل کرنے کے بعد امام نے اپنا فیصلہ تحریر کیا ہے۔

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ بار بار دعوت اسلام پیش کرنا ضروری نہیں لہٰذا اس پر حد قائم کرنا ضروری ہے، اس لئے اس پر ہم اور تم متفق ہیں کہ اگر مرتد اسلام میں لوٹ کر نہ آئے تو اسے قتل کرنا واجب ہے۔ اس سلسلے میں قیاس شرعی اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عقل سلیم کی رو سے بھی مرتد کی سزا گردن زنی ہے اس لئے کہ وہ دین فطرت سے بغاوت کا علم بلند کر کے دین اسلام کا مذاق اڑاتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے پوری امت مسلمہ کے جذبات سے کھیلتا ہے، دنیا میں اس سے بڑا فتنہ وفساد اور کیا ہوگا؟ روئے زمین پر کوئی ایسی حکومت نہیں جو اپنے نظام مملکت کو یوں تتر بتر ہوتا دیکھ کر بھی خاموش تماشائی بنی بیٹھی رہے، اس لئے دنیا کے ہر قانون میں باغی کی سزا قتل سے کم نہیں ہے۔ مرتد صرف ایک ملک کا نہیں بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے اس کے وجود نا مسعود سے انسانی معاشرہ کو پاک وصاف کرنا ضروری ہے، ناسور زدہ عضو کا کاٹ پھینکنا بے رحمی نہیں بلکہ جسم وجان کی حفاظت وبقاء کا ذریعہ ہے، اس سے غفلت برتنا موت کو دعوت دینا ہے۔ یہاں تک ہم نے اختصار کے ساتھ ادلۂ اربعہ سے قتل مرتد کا بقدر کفایت ثبوت پیش کردیا ہے۔ قادیانی اور قادیانی نواز طرح طرح کے اعتراضات کرتے آرہے ہیں اور آج بھی وہ اعتراضات دھرے جارہے ہیں۔

رحمت اللہ طارق جیسے لوگ نام نہاد مفکر موجود ہیں۔قرون اولیٰ کا تجربہ ہم کو یہ بتلاتا ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے خلفاء کے عہد میں ارتداد کا فیصلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تلوار کی نوک سے کیا جاتا تھا، حتی کہ بعض اوقات سرزمین عرب کا وسیع رقبہ مرتدین کے خون سے رنگین ہوگیا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم ''جو اسلام سے پھر جائے، اس کو قتل کر ڈالو'' پر عمل کرنے سے ایک لحہ توقف بھی روا نہ رکھتے تھے۔مسلمان شروع سے لے کر آج تک ایک چیز کے خواہاں ہیں اور وہ یہ کہ ان کے دین میں زہریلے جراثیم کی تولید نہ ہونے پائے اور کبھی ہو جائے تو اس کو ترقی اور تعدیہ کا موقع نہ ملے۔ارتدادی جراثیم کا فنا کرنا فی الحقیقت بقیہ سچے ایمانداروں کی حفاظت کرنا ہے۔مرتد کا وجود ایک مجسم فتنہ ہے جس سے کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کے خیالات میں تشویش اور ان کے جذبات میں تلاطم پیدا ہوسکتا ہے۔اس لئے اسلام ارتداد کے مہلک جراثیم کو تباہ کر ڈالنے کے لئے پوری قوت استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ارتداد ایک سخت زہریلا مادہ ہے جو جسم مسلم میں پیدا ہو جاتا ہے، خدائی سول سرجن جب اس کی تحلیل یا اخراج کی تدبیر سے تھک جاتے ہیں تو آخر حیلے کے لئے قاعدے کے مطابق اس عضو فاسد کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔اور یہ ہی ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور یہ ہی دستور حیات ہے۔

قادیانی اور قادیانی نواز مرتدین اپنے ارتداد پر پردہ ڈالنے کے لئے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کے دلائل پیش کرتے ہیں، ان میں پیش پیش مفاد پرست غیر ملکی این جی اوز کے ایجنٹ اور نام نہاد مفکرین جن میں رحمت اللہ طارق اور دوسرے دشمن اسلام داخل ہیں، وہ کہتے ہیں:

۱-اسلام میں جبر نہیں ہے، یہ حکم اس کے خلاف ہے۔۲-دنیا میں مرتد کی کوئی سزا نہیں ہے، یہ جرم قانون کی زد میں نہیں آتا، یہ اخروی معاملہ ہے۔۳-اسلام میں آزادی فکر پر کوئی قدغن نہیں ہے یہ اس کے خلاف ہے، اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آزادی فکر کی دھائی دینے والے ان اسیرانِ فکرِ فرنگ سے کوئی پوچھے کہ آزادی فکر کی کوئی حد بھی ہے؟ اگر ہر فرد کو بے لگام چھوڑ دیا جائے اور اس کا نام اسلام کی آزادی فکر رکھا جائے تو قتل و غارت گری، فتنہ فساد اور بغاوت کے الفاظ مہمل اور بے معنی رہ جاتے ہیں، ان پر کسی بازپرس اور سزا کا جواز باقی نہیں رہتا، اس لئے کہ ان جرائم کے مرتکب اپنی اپنی آزادی فکر کا مظاہرہ کر رہے ہیں، ان کا راستہ روکنا، ان کے جمہوری حق سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔اسلام میں ایسی آزادی فکر کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

خلاصہ: یہ کہ قتل مرتد کا مسئلہ امت مسلمہ میں کبھی بھی مختلف فیہ نہ تھا، نہ اب ہے ایسے بدیہی مسئلہ کا انکار اس میں شک وشبہ

پیدا کرنے کے بجائے۔خود بدترین ارتداد اور لائق گردن زنی جرم ہے۔مرتد کے دوسرے احکام بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مرتد کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں، (۲) بیوی بائنہ ہوجاتی ہے، (۳) مرتد ہوتے ہی اپنے اموال سے اس کی ملکیت زائل ہوجاتی ہے، (۴) دیگر مالی تصرفات بیع، ہبہ، رہن، اجارہ وغیرہ بھی موقوف اور کالعدم ٹھہرتے ہیں، (۵) مرتد کا وقف باطل ہوجاتا ہے، (۶) نکاح، ذبیحہ، شکار، گواہی، میراث جو اسے ملنا تھی، باطل اور کالعدم ہوجائیں گے۔ (۷) حاکم وقت کو چاہیے کہ مرتد پر اسلام پیش کرے اور تین دن قید رکھے اس کے شبہات دور کرے، اگر مسلمان ہوجائے تو بہتر ورنہ قتل کردے۔ (۸) مرتد کو اگر کوئی قتل کردے، تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ (۹) نابالغ مگر عاقل و متمیز بچے کا اسلام و ارتداد بھی معتبر ہے۔ (۱۰) مرتد کے مرنے پر کسی قبرستان (خواہ مسلمانوں کا ہو یا کافروں کا دفنا ناجائز نہیں بلکہ الگ سے ایک گڑھا کھود کر اس میں اس کی لاش ڈال دی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے مسلم حکمرانوں نے اپنے اپنے دور اقتدار میں مرتد کی شرعی سزاؤں پر عمل کرایا اور ہر دور کے علماء کرام اور فقہاء کرام مفتیان شرع متین نے اس کی بھرپور تائید کی اور اس سزا کے مخالفین کو دندان شکن دلائل کے انبار لگائے، صرف ایک ملک افغانستان کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے مرتدوں کو کیسے سبق سکھلایا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر کیسے عمل کیا۔مرزا قادیانی کے پانچ ملعون مرتدین کو افغانستان میں مختلف اوقات میں بجرم ارتداد سزا دی گئی اس پر طالبان کے دور میں عمل کیا گیا، آج بھی یہ سزا نافذ العمل ہے۔

۱-سب سے پہلے عبدالرحمٰن قادیانی مرتد کو ۱۹۰۱ء میں جناب والی افغانستان امیر عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کے حکم پر مرتد کی سزا پر عمل کرتے ہوئے قتل کیا گیا۔

۲-اس کے بعد عبداللطیف مرتد کو ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء میں والی افغانستان امیر حبیب اللہ مرحوم کے حکم پر مرتد کی سزا پر عمل کیا گیا۔

۳- پھر ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو مرتد نعمت اللہ کو ۱۹۲۵ء کو عبدالحلیم اور قاری نور علی کو بجرم ارتداد قتل کیا گیا۔ جو تاریخ افغانستان کا سنہری باب ہے، یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی نظریاتی کونسل نے بھی متفقہ طور پر ارتداد کی سزا قتل کی سفارش کی اور اسی سفارش کو مدنظر رکھ کر موجودہ اسمبلی میں ایم ایم اے کی طرف سے ایک مسودہ قانون ارتداد کا ایکٹ ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۶-۵-۳ کو ۳۴ افراد کے دستخطوں جن میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور قاضی حسین احمد صاحب بھی شامل ہیں، لیاقت بلوچ نے جمع کرایا ہے، جو تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں:

[قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے مسودۂ قانون]

ارتداد کا ایکٹ ۲۰۰۶ء ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازاں ظاہر ہونے والے مقاصد کی خاطر قانون سازی کی

جائے لہذا مندرجہ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

۱-مختصر عنوان: وسعت، اطلاق اور آغاز: (۱) اس ایکٹ کا عنوان "ارتداد کا قانون مجریہ 2006ء" ہوگا۔ (۲) اس کا اطلاق پاکستان کے ہر شہری پر ہوگا خواہ اس کا قیام پاکستان سے باہر کسی مقام پر ہو۔ (۳) یہ ایکٹ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲-تعریفات: ایکٹ ہذا میں الا یہ کہ موضوع یا سیاق وسباق میں کوئی امر اس سے متصادم ہو: (الف) ارتداد سے مراد کسی مسلمان کا ترکِ اسلام ہے بشمول ضروریات دین جن میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت بھی شامل ہے۔ (ب) "مرتد" سے مراد ایسا شخص ہے جس نے ارتداد کا ارتکاب کیا ہو اور (ج) "توبہ" سے مراد یہ ہیکہ مرتد اپنے ارتداد سے رجوع کرلے اور دینِ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

۳-ارتکابِ ارتداد کی شرائط: ارتداد کا جرم واقع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتکب: (۱) بالغ ہو، (۲) عاقل ہو، (۳) اس نے ارتداد کا ارتکاب رضا کارانہ کیا ہو۔

وضاحت: "بالغ" سے مراد ایسا شخص ہے جس کی عمر مرد ہونے کی صورت میں اٹھارہ سال اور عورت ہونے کی صورت میں سولہ سال ہو چکی ہو، یا وہ جسمانی طور پر بلوغت کی حد تک پہونچ چکا ہو۔

۴-اثبات ارتداد: ارتداد کا جرم مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک میں ثابت ہوگا:

(۱) ملزم خود عدالت مجازِ سماعت کے روبرو اس امر کا اقرار کرے کہ اس نے جرمِ ارتداد کا ارتکاب کیا ہے، یا (۲) کم از کم دو بالغ مرد گواہ، جن کے بارے میں عدالت تزکیۃ الشہود کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مطمئن ہو کہ وہ عادل لوگ ہیں، اس امر کی گواہی دیں کہ ملزم نے جرمِ ارتداد کا ارتکاب کیا ہے۔

وضاحت نمبر ۱: تزکیۃ الشہود سے مراد تحقیقات کا وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے عدالت کسی گواہ کے بارے میں یہ معلوم کرتی ہے کہ آیا وہ عادل ہے یا غیر عادل۔

وضاحت نمبر ۲: "عادل" سے مراد ایسا مسلمان ہے جو دینی فرائض وواجبات کے پابند ہونے میں معروف ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔

۵-مرتد سے توبہ کا مطالبہ: ۱- جب دفعہ ۴ کی مطلوبہ صورت میں جرم ارتداد کا ثبوت مہیا ہو جائے تو عدالت مرتد سے کہے گی کہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کرلے اگر مجرم توبہ کی دعوت ملنے کے فوراً بعد توبہ نہ کرے تو عدالت اسے اس غرض کے لئے اچھی طرح غور وفکر کرنے کی خاطر تین دن یا اتنے دنوں کی مہلت دے گی جتنے دن کی مہلت دینا وہ مناسب خیال کرے۔ لیکن یہ مہلت ایک مہینے سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس عرصے کے دوران مجرم کو قید رکھا جائے گا اور حسب قواعد اسے

اسلام کی طرف لوٹ آنے کی تلقین کی جائے گی۔

۲-اگر مرتد توبہ کی دعوت ملنے کے فوراً بعد یا ذیلی دفعہ ا کے تحت مقررہ مہلت کے اندر اندر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور وہ بری کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ توبہ کی دعوت کو مسترد کرتے ہوئے اپنے ارتداد پر اصرار کرے تو اسے دفعہ ۷ کے تحت سزا دی جائے گی۔

۶-جرمِ ارتداد کا تکرار: اگر کوئی شخص پہلی بار جرمِ ارتداد پر توبہ کر لینے اور اس سبب سے معافی مل جانے کے بعد دوبارہ ارتداد کا مرتکب ہو تو اس پر دفعہ ۵ کے مندرجات کا مناسب تبدیلیوں کے ساتھ اطلاق کیا جائے گا۔

الا یہ کہ اگر کوئی شخص دوسری یا تیسری بار جرمِ ارتداد کا ارتکاب کرے گا تو اسے بلا لحاظ اس امر کے کہ اس کی توبہ قبول کر لی گئی ہے، قید بامشقت یا قید سادہ کی سزا دی جائے گی جس کی معیاد دو سال تک ہو سکتی ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چوتھی بار جرم ارتداد کا مرتکب ہو تو اس پر قانونِ ہذا کی دفعہ ۵ لاگو نہیں ہوگی، بلکہ وہ دفعہ ۷ میں دی گئی سزا کا مستوجب ہوگا۔

۷-سزائے ارتداد: (۱) جو کوئی مرد جرم ارتداد کا مرتکب ہوگا اسے موت کی سزا دی جائے گی۔ مگر سزائے موت کے اجراء سے پیشتر یا عین وقت پر مرتد توبہ کر لے یا توبہ کے لئے آمادہ ہو تو اسے مزید اجرائے احکام کے لئے عدالت کے روبرو فوراً پیش کیا جائے گا۔ (۲) جو کوئی عورت جرم ارتداد کا ارتکاب کرے گی اسے قید میں رکھا جائے گا تا آنکہ وہ اپنے جرم سے توبہ کر لے۔

۸-مرتد کی جائیداد: (۱) کسی مرتد کے خلاف اس کے ارتداد کی بنیاد پر قانونی کارروائی کی تجویز ہو جانے پر عدالت اس کی جائیداد پر اس کے جملہ حقوق معطل کر دے گی جن میں حق تصرف بھی شامل ہے۔ (۲) مرتد کے جرم سے توبہ کرنے کی بناء پر عدالت کی طرف سے براءت ہو جانے کی صورت میں اس کی جائیداد پر اس کے جملہ حقوق بحال ہو جائیں گے۔ (۳) جہاں جرم ارتداد کا مرتکب پائے جانے پر کسی شخص پر سزائے موت جاری ہو گئی ہو تو اس کے ارتکابِ جرم سے پہلے کی مکسوبہ املاک اس کے مسلم ورثاء کی طرف منتقل ہو جائیں گی اور ارتکابِ جرم کے بعد حاصل شدہ املاک بحق سرکار ضبط ہو جائیں گی۔ (۴) مرتدہ کی جائیداد پر جملہ حقوق اس کی موت یا جرم سے توبہ تک معطل رہیں گے۔ حالت ارتداد ہی میں موت کی صورت میں اس کی جائیداد اس کے مسلم ورثاء کو ملے گی، جو جائیداد اس نے ارتکابِ جرم کے بعد حاصل کر لی ہوگی، وہ بحق سرکار ضبط ہو جائے گی اور ارتداد سے توبہ کی صورت میں اس کی جائیداد پر اس کے تمام حقوق بحال ہو جائیں گے اور یہ سمجھا جائے گا کہ یہ حقوق ہمیشہ کی طرح اس کو حاصل ہیں۔

۹-ولایتِ اولادِ مرتد اور ان کی جائیداد کو تحویل میں رکھنے کا حق: مرتد کے نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد کی ولایت کے معاملے میں اس کے نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد پر مرتد یا مرتدہ کا حق حضانت، مرتد یا مرتدہ کی موت یا توبہ تک معطل رہیں گے، اور مرتد یا مرتدہ کے نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد کی تولیت کے لئے عدالت ایک ولی کا تقرر عمل میں لائے گی، جو نابالغ بچوں یا بچیوں کی جائیداد کے انتظام و انصرام کا بھی ذمہ دار ہوگا اور مرتد کے توبہ کرنے اور عدالت سے بری ہوجانے کی صورت میں نابالغ بچوں کی ذات اور جائیداد پر اس کے حقوق بحال ہوجائیں گے۔

اِلا یہ کہ اس شیر خوار بچے کو مرتدہ کی حفاظت میں دینے کی اجازت ہوگی جو اپنی ماں کا دودھ پیتا ہو۔

۱۰-عدت: (۱) آغاز عدت اس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو مرتد کا جرمِ ارتداد قطعی قرار پائے۔ (۲) مرتد کی بیوی کی عدت چار مہینے دس دن یا حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل ہوگی۔ (۳) مرتدہ کی عدت تین حیض یا تین مہینے البتہ حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل ہوگی۔ (۴) مرتدہ کے اپنی عدت کے دوران توبہ کرلینے کی صورت میں اس کے خاوند سے اس کا نکاح برقرار رہے گا لیکن عدت کے بعد توبہ کرلینے کی صورت میں خاوند سے اس کا تجدیدِ نکاح ضروری ہوگا۔

۱۱-ایکٹ ہذا دیگر تمام قوانین پر فائق ہوگا: ایکٹ ہذا کے احکام نافذ الوقت تمام دیگر قوانین پر فائق ہوں گے۔

۱۲-تعبیر: قانون ہذا کے احکام کی تعبیر اور اطلاق میں عدالت قرآن مجید، سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور فقہ اسلامی سے رہنمائی حاصل کرے گی۔

۱۳-قواعد: وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اسلامی نظریاتی کونسل کے مشورے سے ایسے قواعد وضع کرے گی جو اس کی رائے میں قانون ہذا کے اغراض اور دیگر ذیلی یا متعلقہ امور کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔

بیانِ اغراض و وجوہ (قانونِ ارتداد): (۱) ہرگاہ کہ حاکم اعلیٰ اللہ رب العالمین ہے، اس کی طرف سے نازل کردہ احکام جو قرآن وسنت میں مذکور ہیں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں عملاً نافذ کردیا۔ حاکم اعلیٰ کی طرف سے وہ احکام اب بھی نافذ ہیں ان کو معطل کرنے کا اللہ کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں ہے۔ اس وقت قرآن وسنت کے جو احکام عملاً معطل ہیں، ان کو معطل کرنے اور رکھنے والے یا تو باغی ہیں یا گنہگار۔ اس لئے ایوان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو بغاوت اور گناہ میں سے کسی بھی جرم سے بچانے اور محفوظ کرنے کی خاطر قرآن وسنت کے جملہ احکام جو معطل ہیں ان کو بحال کرنے کے لئے قانون سازی کرے۔

(۲) ان احکام میں سے ایک حکم مرتد کی سزائے قتل ہے، جس کی تفصیل اس بل میں مذکور ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "من بدل دینہ فاقتلوہ" (جو دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرے دین میں داخل ہو، اسے قتل

کردو)۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی اس پر عمل کیا اور آپ کے بعد اسلام کا یہ قانون مستقلاً خلافتِ راشدہ اور انگریز کے استعماری دور سے پہلے تک نافذ رہا۔ انگریزی استعمار نے اپنے استعماری دور میں اس کو ختم کیا۔ اب جب کہ پاکستان اسلام کے نام پر مملکت قائم ہوگئی ہے استعماری دور کے اس فیصلہ کو نافذ رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ریاستِ پاکستان کے سرکاری مذہب اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا بھی تقاضا ہے لہٰذا مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کی خاطر اس قانون کا ایوان میں پیش کرنا اور اس کی منظوری کو فی الفور نافذ کرنا ضروری ہے۔

اب اس بل کے قومی اسمبلی میں جمع ہونے کے بعد تمام ممبران اسمبلی کا فرض بنتا ہے کہ جس طرح ۱۹۸۴ء کی اسمبلی نے فتنہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے اتحاد کا مظاہرہ کیا تھا کہ کوئی بھی ممبر اس کی مخالفت میں سامنے نہیں آیا تھا تو اس وقت بھی ممبران اسمبلی اسی طرح کے اتحاد کا مظاہرہ کریں اور متفقہ طور پر اس بل کو پاس کرا کے شفاعت محمدی حاصل کریں۔

اس وقت بھی قادیانی نوازوں نے ملکی اور غیر ملکی قادیانی دلالوں نے بڑا شور مچایا تھا کہ اس کے بعد پاکستان تو آئندہ بھی کچھ نہیں ہوگا اگر پاکستان اسی سمت چلا اور نہ قادیانیت نوازی اور اسلام دشمنی کو اگر ترک کیا گیا تو پھر پاکستان کو شدید خطرات پیش آئیں گے اور دشمن اسلام اور دشمن پاکستان کو موقع ملے گا کہ وہ اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کریں، جیسے آج کل ہو رہا ہے، اس لئے تمام ممبران اسمبلی سے گزارش ہے کہ بلاتفریق تمام جماعتوں کے ممبران اس عظیم مقصد کے لئے یکجہتی کا مظاہرہ کریں ورنہ کل قیامت کے دن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں کیا جواب دیں گے۔

پاکستان کی تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے سربراہان اور عوام الناس سے گزارش ہے کہ وہ بھی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مشترکہ مطالبہ کریں کہ اس بل کو فی الفور منظور کیا جائے جو اس کی مخالفت کرے گا، اس کے علاقہ میں اس کا گھیراؤ کیا جائے پھر عوام اس کو ووٹ نہیں دیں گے اور اس سلسلہ میں پورے پاکستان میں کانفرنسیں کی جائیں، سیمینار کئے جائیں۔ اس عظیم مقصد سے لوگوں کو اور حکومت وقت کو مطلع کیا جائے اور جب عوام اور ممبران اسمبلی کی آواز ایک ہو جائے گی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس مسئلہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی اور جب مسلمانوں کے ایک متفقہ مطالبہ پر حکومت پاکستان عمل کرتے ہوئے سرکاری سطح پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کر دے گی تو وہ دن دشمنِ دین وملت قادیانیت کے لئے موت کا پیغام اور خاتمہ کا دن ہوگا۔ اور تمام مسلمانوں کی فرائض کی ادائیگی کا دن ہوگا اور قیامت کے دن اس کا اجر وثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ہوگی۔

(انشاءاللہ)